نارتھ کراچی: نصف صدی کا قصہ

عنوان کتاب	:	نارتھ کراچی: نصف صدی کا قصہ
مضمون	:	تحقیق
مصنف	:	شاہ ولی اللہ جنیدی
ناشر	:	شاہ محمد حمزہ ریسرچ اینڈ پبلیکیشن سینٹر، کراچی
صفحات	:	۶۴
قیمت	:	۴۰۰ روپے
اشاعت	:	مارچ ۲۰۱۷ء

پیش نظر کتاب ''نارتھ کراچی: نصف صدی کا قصہ'' شہر کراچی کی تاریخ کے حوالے سے ایک بہترین تحقیقاتی کاوش ہے۔ جسے معروف محقق اور صحافی شاہ ولی اللہ جنیدی نے نہایت محنت و جانفشانی سے مرتب کیا ہے۔اس کتاب میں کراچی کے شمال میں واقع ایک مشہور بستی نارتھ کراچی کی تاریخ اور حالیہ احوال کو ایک جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ کراچی جو ایک عروس البلاد شہر ہے اور تاریخی اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے تو اس کی تاریخ کو ٹاؤن شپ اور بستیوں کے حالات و واقعات کے اعتبار سے مرتب کرنا چاہیئے جس کے ذریعے ہر علاقے کے سماجی، معاشی، ثقافتی اور سیاسی نیز ہر طرح کے پہلو سامنے آئیں۔شہر کراچی کی اپنی ایک مختلف تاریخی حیثیت ہے کیوں کہ اس شہر کی سرزمین نے قدیم زمانے سے لے کر اب تک نشیب و فراز دیکھے ہیں۔عظیم رہنماؤں کو جنم دیا اور کچھ یہیں ابدی نیند سو رہے ہیں۔اس شہر کا اپنا ایک ثقافتی و سماجی پس منظر ہے۔ یوں تو شہر کراچی کی تاریخ ہر قوم اور ثقافت کی نمائندگی کرتی ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت ہندوستان سے لوگ یہاں آ کر آباد ہوئے لیکن آج بھی لوگ روزگار اور رشتہ داروں اور خاندانوں کی وجہ سے یہاں ہجرت کر کے آتے ہیں۔اس تحقیق میں بھی ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے تحقیق کی گئی۔ اس علاقے کی تاریخی اہمیت کو مختصر اور جامع انداز سے اُجاگر کیا گیا ہے۔ مثلاً ٹاؤن کے ابتدائی حالات، سیاست، ادارے، مذہبی سرگرمیاں، ادب و فنکاری، کھیل اور تعلیم اور معروف شخصیات کے مختصر تعارف بیان کئے گئے ہیں۔اس تحقیق نے نارتھ کراچی کے مسائل، سیاست اور کراچی میں سیاسی افراتفری کے دور میں نارتھ کراچی

میں پیش آنے والے واقعات کومختصراً وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔اس تحقیق کی صداقت اور معتبری اس کتاب میں پیش کی جانے والی تصاویر ہیں جوانتہائی قرینے سے لی گئی ہیں۔ان تصاویر سے علاقے کی ترقی ، زبوں حالی، سماجی، مذہبی و سیاسی سرگرمیاں اور عمارات سے علاقے کے مناظر واضح ہورہے ہیں۔

اس کتاب کے لئے تحقیق کا آغاز مصنف نے گلی کوچوں میں گھوم کر کیا اور ان کے احوال کوقلم بند کیا ہے جو مستقبل میں بھی دوسرے محققین کے لئے کارآمد ثابت ہوں گی۔ نارتھ کراچی ۱۹۶۱ء میں ان مہاجرین سے آباد ہوئی جو ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔اب یہ ایک بستی سے ایک وسیع اور گنجان آباد ٹاؤن کی شکل اختیار کر چکا ہے جس میں مختلف زبان بولنے والی قومیں آباد ہیں۔کتاب کے باب بنام نارتھ کراچی ٹاؤن شپ کا آغاز اور نارتھ کراچی ٹاؤن شپ کا قیام اور منصوبہ بندی میں باقاعدہ وضاحت کے ساتھ مکانات، مارکیٹیں، دکانیں، مختلف ادارے جیسے اسکول، کالج، ہسپتال، پولیس اسٹیشن وغیرہ کا قیام بیان کیا ہے۔ علاقے میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کا کام ابتداء میں مشکل تھا لیکن مشہور سماجی کارکن سید غلام حیدر بخاری کی کاوشوں سے بنیادی سہولیات میسر آئیں۔ان خدمات کی بدولت نارتھ کراچی کے سیکٹر 5-E کے سامنے سے گزرنے والی شاہراہ کا نام ان کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔اس بستی کے قیام کے بعد یہاں سیاسی سرگرمیوں کی ابتداء بھی ہوگئی تھی۔اس کتاب میں شاہ ولی اللہ جنیدی صاحب سیاسی احوال یوں بیان کرتے ہیں کہ: ''۱۹۶۳ء میں سابق صدر فیلڈ مارشل ایوب خان کے دورِحکومت میں سب سے پہلے پاکستان مسلم لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی اور پھر جماعت اہلسنت نے علاقے میں سیاست کی داغ بیل ڈالی''۔اس کتاب میں جامع طریقے سے ٹاؤن میں سیاسی پارٹیوں کے معروف نمائندگان کی علاقے سے وابستگی، ان کی سرگرمیاں اور سیاسی نظام بیان کیا ہے۔۲۰۰۲ء میں جنرل پرویز مشرف نے نیا بلدیاتی نظام متعارف کروایا تھا جس کے تحت کراچی کو ۱۸ ٹاؤن میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ یہ علاقہ نیو کراچی ٹاؤن بنادیا گیا اور ۱۳ یونین کونسل تشکیل دی گئیں تھیں لیکن اب یہ نظام تحلیل کر کے ۱۹۷۷ء کا بلدیاتی نظام بحال کر دیا گیا ہے اور نارتھ کراچی کے بلدیاتی امور میونسپل کارپوریشن ضلع وسطی سنبھال رہی ہے۔نارتھ کراچی میں مشہور سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی ادارے موجود ہیں جن میں مشہور ومعزز شخصیات نے تعلیم حاصل کی اور جو علاقے کے مکینوں، سماجی کارکنان اور سیاسی رہنماؤں کی اجتماعی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔۱۹۶۶ء میں سیکٹر 11-D میں پہلا مفت تعلیم فراہم کرنے والا اسکول کھولا گیا جس کے لئے لوگوں سے چندے میں آٹا، دال اور سیمنٹ کی بوریاں مانگی جاتی تھیں جن پر بچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔نارتھ کراچی

ماضی میں علم وادب کا گہوارا رہا ہے۔ یہاں پر معروف شعراء، ادیب، عالم دین مکین رہے اور ممتاز شخصیات کا آنا جانا رہا، جن میں ممتاز عالم دین شاہ احمد نورانی، پروفیسر شاہ فرید الحق مرحوم، شاعر افتخار اعظمی، شاعر و نعت خواں سید ادیب رائے پوری مرحوم، رکن قومی اسمبلی سلیم شہزاد، اور عثمان خان نوری، حیدر فاروق مودودی صاحبزادے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور دوسری اَن گنت شخصیات شامل ہیں۔اسی طرح علاقے میں کبھی ادبی محفلیں بھی سجائی جاتی تھیں۔ مصنف نے ٹاؤن کے قبرستانوں کا احوال بھی بیان کیا ہے۔نارتھ کراچی انڈسٹریل ایریا سے ملحق قدیم قبرستان میں سبز ہلالی پرچم تیار کرنے والے بابائے پرچم ماسٹر افضال حسین کی آخری آرام گاہ ہے۔ٹاؤن کے محمد شاہ قبرستان میں مشہور گلوکار مہدی حسن کا مزار واقع ہے جو کہ زبوں حالی کا شکار ہے۔ نارتھ کراچی کے سخی حسن قبرستان میں ملک کی ممتاز شخصیات ابدی نیند سو رہی ہیں جن میں صوفی بزرگ شاہ شاہد اللہ آفریدی کا مزار، جون ایلیاء، رئیس امروہوی، بہزاد لکھنوی، احمد رشدی، استاد امانت علی، مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کے سیکریٹری خواجہ محمد المعروف صبا اکبر آبادی اور دوسری کئی اَن گنت شخصیات کی آرام گاہیں اس قبرستان میں موجود ہیں جو اپنے کام کی بدولت آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔

یہ کتاب ماضی کے احوال کے اعتبار سے بہت اہمیت کی حامل ہے اسے پڑھنے والا معلومات حاصل کرنے کے ساتھ یہ موازنہ بھی کر سکتا ہے کہ ماضی میں کراچی کا یہ علاقہ اپنی مثال آپ تھا۔لیکن اب جس طرح شہر کراچی ناگفتہ بہ حال اور غیر محفوظ ہے اسی طرح نارتھ کراچی ٹاؤن بھی مختلف مسائل کا شکار ہے۔اس علاقے پر کی جانے والی تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نارتھ کراچی کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت قائم کیا گیا تھا جہاں پر ہر ممکن سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔لیکن اب علاقے میں غلاظت کے ڈھیر، گندا پانی، اجڑے ہوئے پارک، تاریک گلیاں اور شہریوں کو جرائم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ حالات صرف اس ٹاؤن تک محدود نہیں بلکہ پورا شہر ایسے حالات سے دوچار ہے۔ جس کی اہم ترین وجہ بڑھتی ہوئی آبادی، وسائل کی کمی اور معاشرتی جرائم میں اضافہ ہے۔مصنف کتاب کے حرفِ آخر میں لکھتے ہیں کہ: ’’افسوس صد افسوس پچھلے ۲۰ برسوں میں اس بستی کا نقشہ بھی بدل گیا۔ جو نارتھ کراچی ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا تھا اب اس کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ یہاں کی چوڑی کشادہ سڑکیں، گلیاں، ہر علاقے میں کھیل کے میدان، پارک اور ترتیب سے تعمیر کئے گئے مکانات کا حسن برباد ہو گیا۔محبت، اپنائیت اور خلوص کا زمانہ تھا۔لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد کی خبر رکھتے اور خوشیاں بانٹتے تھے۔ایک چراغ کی لو سے کئی گھروں میں دیپ جلا کرتے تھے۔سمجھ نہیں آتا

حالات کی اس ستم ظریفی کو کیا نام دوں۔ کیا لوگ بدل گئے یا ان کی ترجیحات میں انسانیت باقی نہیں رہی۔ کیا اب دین ایمان صرف پیسہ ہو کر رہ گیا ہے۔ چاہے وہ حرام ہو یا حلال۔۔۔۔ چلیے تو ہم ٹھیک ہی تھے کہاں آ کر بھٹک گئے یہ گتھی سلجھانے میں مصروف ہوں''۔

ڈاکٹر نسرین اسلم شاہ بحثیت میریٹوریس پروفیسر اور چیئرپرسن شعبہ سماجی بہبود و ڈائریکٹر سینٹر آف ایکسیلینس فار ویمنز اسٹڈیز، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔